الایام : مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد:۳، شمارہ:۲، جولائی۔دسمبر۲۰۱۲ء

مباحث

اسلامی تاریخ کا تشخص

نگار سجاد ظہیر

۲۶ر دسمبر۲۰۱۲ء کو جامشورو یونیورسٹی میں مسلم ہسٹری کے لئے ہونے والے سکریننگ ٹسٹ کے حوالے سے بیرونی ماہر مضمون کے طور پر شرکت کرنے کے لئے جانا ہوا۔ وہاں سابق صدر شعبہ مسلم ہسٹری بوگھیو صاحب اور ڈین کلیۂ معارف اسلامیہ ڈاکٹر نور محمد پٹھان صاحب سے ملاقات رہی، باتوں باتوں میں اسلامی تاریخ کے تشخص کی بات بھی ہوئی۔ بوگھیو صاحب نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل محترمہ حمیدہ کھوڑو صاحبہ نے مسلم ہسٹری اور تاریخ عمومی کو ملا کر ایک شعبہ، تاریخ کے تحت کر دیا تھا، اور یہ نظام تقریباً آٹھ نو سال تک چلتا رہا، لیکن پھر ان دونوں شعبہ جات کو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ سندھ یونیورسٹی، جامشورو میں مسلم ہسٹری کا شعبہ، کلیۂ معارف اسلامیہ کے تحت ہے۔

گزشتہ کئی عشروں سے تاریخ اسلام اور تاریخ عمومی کو ضم کرنے کی باتیں کی جارہی ہیں جو نا قابل فہم ہے۔ ایک ایسا مضمون جس کے پاس گرانقدر علمی سرمایہ موجود ہے، معاشرے میں اس مضمون کو قبول عام حاصل ہے، تدریس اور تحقیق کے مواقع موجود ہیں، ایسے مضمون کو پاکستان کی دیگر جامعات میں بھی متعارف کرانا چاہئے چہ جائیکہ اسے تاریخ عمومی میں ضم کرنے کے بارے میں سوچا جائے۔

فی الوقت صورتِ حال یہ ہے کہ پاکستان بھر کی جامعات میں سے صرف تین میں اسلامی تاریخ (Islamic History) کا مضمون پڑھایا جارہا ہے ایک کراچی یونیورسٹی، دوسرے سندھ یونیورسٹی (جامشورو) اور تیسرے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) دیگر جامعات میں ''تاریخ'' کا شعبہ تو ہے لیکن ''اسلامی تاریخ'' کا نہیں، اس معاملہ میں ہمیں شائد ایران سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے ایران میں ہر یونیورسٹی کے لئے لازمی ہے کہ وہاں ''اسلامی تاریخ'' کا شعبہ موجود ہو۔ وہ بہ حیثیت مسلمان اپنے تشخص پر زور دیتے ہیں اس لئے اپنی تاریخ کی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔ جب ہم پاکستان جیسے نظریاتی ملک میں ''اسلامی تاریخ'' کی علیحدہ حیثیت پر زور دیتے ہیں تو اسی بنیاد پر کہ ہمیں اپنا تشخص اور اپنی تاریخ یاد رہے، کیا ضروری ہے کہ مسلمان اپنی تاریخ غیروں سے پڑھیں؟

نوآبادیاتی دور میں خاص طور سے مسلمانوں کی تاریخ کو غلط انداز میں پیش کیا گیا جس کا کسی حد تک ہندوستان کے بعض اسلامی، علمی اداروں نے جواب بھی دیا اب جبکہ پاکستان خاص نظریاتی بنیادوں پر قائم کیا جاچکا ہے۔ پاکستانی مورخین پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسلامی تاریخ کو اس رنگ میں پیش کریں جس رنگ میں وہ تھی۔

ایک غلط العام خیال یہ ہے کہ تاریخ عمومی General History ایک وسیع مضمون ہے جس میں پوری دنیا کی تاریخ سموئی ہوئی ہے، جبکہ اسلامی تاریخ محدود ہے۔ یہ خیال صرف ناواقفیت پر مبنی ہے، حقائق یہ ہیں:

اولاً:۔۔۔ حقیقی تاریخ نگاری مسلمانوں سے شروع ہوتی ہے اس سے قبل صرف قصے کہانیاں اور اساطیری واقعات ہوا کرتے تھے۔ ابتدائی دو صدیوں میں مسلمان مورخین کی توجہ صرف اپنی تاریخ لکھنے پر مرکوز رہی، تیسری صدی ہجری سے انہوں نے اقوامِ عالم کی تاریخ بھی لکھنی شروع کی۔ گویا جب مسلمانوں نے حقیقی تاریخ نگاری کا آغاز کیا تو ابتداً جو تاریخ لکھی گئی وہ اسلامی تاریخ تھی، عمومی تاریخ بعد میں لکھی گئی۔ اس کے لکھنے والے بھی مسلمان ہی تھے لہٰذا پہلی حقیقت تو یہ ہے کہ اسلامی تاریخ (Islamic History) کو عمومی تاریخ (General History) پر تقدم حاصل ہے۔

ثانیاً:۔۔۔ ''اسلامی تاریخ'' سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ صرف مسلمانوں کی تاریخ ہے لہٰذا محدود ہے، اس میں یورپ، امریکہ، افریقہ اور دیگر عالمی تاریخ نہیں پڑھائی جاتی۔ یہ ایک گمراہ کن خیال

ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ ہم پہلی جنگ عظیم کی تاریخ میں سلطنتِ عثمانیہ کے بارے میں پڑھائیں اور دول متحدہ (برطانیہ، فرانس وغیرہ) کے کردار کو نظر انداز کردیں؟۔۔۔کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک کے بارے میں پڑھیں یا پڑھائیں اور یہاں امریکہ یا یورپ کے سیاسی کردار کو نظر انداز کردیں؟؟۔۔۔کیا اسپین اور سسلی میں مسلمانوں کے ادوارِ حکومت کو پڑھایا جاسکتا ہے اس حال میں کہ معاصر یورپ اور افریقی تاریخ پر پردے ڈال دیں؟؟؟ مسلمان جزیروں میں نہیں رہتے، نہ ہی کسی آہنی خول میں بند ہیں۔ وہ دنیا کا حصہ ہیں، آبادی کے اعتبار سے دنیا کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے، لہٰذا ان کی تاریخ عالمی تاریخ ہے، یا عالمی تاریخ مسلمانوں کی تاریخ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہی ہے تو اسلامی تاریخ اور عمومی تاریخ میں فرق کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں طرح کی تاریخوں میں نظری اور تجزیاتی فرق ہے، باقی تاریخ تو تاریخ ہی ہے۔ مثلاً اگر عالمی تاریخ کو مسلمانوں کے نکتۂ نظر سے پڑھایا جائے تو تاریخی ادوار کچھ اور ہوں گے اور انہیں مختلف ناموں سے یاد کیا جائے گا مثلاً جو مسلمانوں کا دورِ عروج تھا، وہ یورپ کا دورِ زوال تھا۔ مسلمان تاریخ کے جس دور کو دورِ زوال گردانتے ہیں وہ یورپ کی نشاۃ الثانیہ کا دور کہلاتا ہے۔ ۱۴۹۲ء ہی کے سال کو لیجئے، یہ وہ سال ہے جب اسپین میں سلطنتِ غرناطہ زوال سے ہمکنار ہوئی اور یورپ میں مسلمانوں کی ذلت اور غلامی کا دور شروع ہوا، مسلمان مورخ اس سال کی اہمیت کسی اور طرح بیان کریں گے۔ یہی وہ سال ہے جب امریکہ دریافت ہوا، اور یہی وہ سال ہے جہاں سے ایک یورپی مورخ تاریخ کے دورِ جدید (Modern Period) کا آغاز کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمان، امریکی اور یورپی مورخین اس ایک سال کی اہمیت پر مختلف زاویۂ نگاہ سے روشنی ڈالیں گے۔

ایک اور مثال انسانی حقوق کی دی جاسکتی ہے۔ ایک امریکی یا یورپی مورخ اگر (Human Rights) کی تاریخ لکھے گا تو UN کے یونی ورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس (۱۹۴۸ء) سے شروع کرے گا اور اس کے اسباب دوسری جنگ عظیم میں ہونے والی تباہی اور نام نہاد ہولوکاسٹ (Holocaust) میں تلاش کرے گا، جبکہ ایک مسلمان جب انسانی حقوق (Human Rights) کی تاریخ لکھے گا تو قرآن سے آغاز کرے گا، اور اسے اس حوالے سے چودہ سو سال کی تاریخ مرتب کرنی ہوگی،

اسے اس کے اسباب بھی کہیں اور تلاش کرنے ہوں گے، اور نتائج بھی مختلف ہوں گے اور یہ عین ممکن ہے کہ ایک ہی تاریخی واقعہ سے دو مختلف نتائج اخذ کئے جائیں۔ یہی بنیادی فرق ہے اسلامی اور عمومی تاریخ میں، اور ان دونوں تاریخوں کو ان کی حیثیت میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہے، ان کے انضمام سے کوئی مقصد پورا نہیں ہوگا۔

اسلامی تاریخ ایک ایسا وسیع مضمون ہے جس کے بیشتر ابتدائی ماخذ موجود ہیں، جن کی دنیا کی بیشتر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، اس مضمون پر ہر دور میں اور ہر خطے میں لکھا گیا ہے۔ ۱۱ر ستمبر کے بعد اسلام اور اسلامی تاریخ پر اس قدر کتابیں لکھی گئیں جو غالباً گذشتہ نصف صدی میں نہیں لکھی گئی تھیں۔ اسلامی تاریخ پر صرف مسلمان مورخین ہی نے نہیں بلکہ مستشرقین (Oriantalist) نے بھی قابلِ ذکر اضافے کیئے ہیں، آج بھی مغرب میں اسلامی تاریخ پر جو کام ہو رہا ہے وہ بہت اہم ہے۔ ''اسلامی تاریخ'' کی اہمیت اور وسعت کا عالم یہ ہے کہ مغربی ممالک کی بیشتر جامعات میں اورینٹل اسٹڈیز کے شعبے موجود ہیں جہاں مشرقی اور اسلامی علوم و تاریخ پر تدریس اور تحقیق ہو رہی ہے۔ کتابیں لکھی جا رہی ہیں، ماہرین تیار کیئے جا رہے ہیں۔

وقت کی ضرورت یہ ہے کہ جامعات کے تحت اسلامی تاریخ، علوم و ثقافت کے حوالے سے سینٹر آف ایکسیلنس (Center of excellence) قائم کیئے جائیں، جن کے تحت اسلام، اسلامی دنیا، اسلامی دنیا اور مغرب، عصری تقاضے، اُمہ کو درپیش مسائل اور ان کا حل، اسلامی معاشیات کے پہلو، فلاحی اسلامی ریاست کے امکانات وغیرہ وغیرہ پر جدید ترین خطوط پر تحقیق کرا کے امکانات کی نئی دنیا آباد کی جائے۔